بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

شہر عظیم، رمضان المبارک ، اطاعت و انقیاد تسلیم و رضا اور صبر و مؤاسات کا مہینہ ہم سے جدا ہو رہا ہے۔ بالخصوص اس کا الوداعی دور تو مقامات عشق و وصال کا عہد تکمیل اور نکتۂ معراج ہے۔ یہ عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف اور لیلۃ القدر اور یہ نالہ ہائے نیم شبی اور مناجات سحرگاہی ، جانے والے محبوب کے حسن و جمال کی جلوہ طرازیاں ہیں، پھر ایسے وقت حسن میں نکھار نہ آئے اور پیمانۂ صبر و ضبط لبریز نہ ہو تو کب ہو۔؟ ؎

وجلى الوداع من الحبيب محاسناً حسن العزاء وقد جُلين قبيح

رمضان رب کریم کا مہمان بن کر آیا، مبارک ہیں وہ جنہوں نے اسکی خاطرداری میں دیدہ و دل فرش راہ کئے۔ رمضان ہمارے رب کا پیغام تھا ، اطاعت بندگی اور حکم آقا پر تمام خواہشات سے دستبردار ہونے کا پیغام ـــــ سعید اور بامراد ہوئے وہ جنہوں نے اس پیغام ربانی پر نہ صرف لبیک کہی بلکہ زندگی بھر کے لئے اس پیغام کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ رمضان نے ہمیں تقویٰ اور ایمانی زندگی پیدا کرنے کی تربیت دی۔ کامیاب و کامران ہوئے وہ جنہوں نے اس تربیت سے اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ کیا۔ اب آنے والی عید کی حقیقی مسرتیں بھی ایسے ہی ارواح سعیدہ کیلئے ہیں۔

★

ہلال عید چودہ سو سال سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کے نام انعامات و اکرامات خداوندی اور روحانی مسرتوں کا پیغام بن کر آرہا ہے۔ دیگر تہواروں کی طرح عید الفطر بھی ایک قومی تہوار نہیں بلکہ عبادت و طاعت کا ایک عظیم الشان مظاہرہ اور حیات ملی کے احتساب کا دن ہے۔ نامناسب نہ ہوگا اگر اس دن ہم اپنی دینی و ملی زندگی کا پچھلی زندگی سے موازنہ کریں۔ ہم نے گذشتہ سال اس موقعہ پر اپنے رب سے انفرادی اور اجتماعی طور پر جو عہد و مواعید کئے تھے ہم نے کہاں تک انکو پورا کیا۔؟ اس قلیل مدت میں ہم نے دین و ایمان، علم و عمل اور تہذیب و اخلاق کی کتنی دولت کمائی؟ اور کیا کچھ کھویا۔؟ آج کے دن ہمیں دیکھنا ہے کہ ہمارے اسلاف نے ایمان و یقین کی بدولت اور

لازوال قربانیوں کے نتیجہ میں ملی روایات اور قومی عظمتوں کا جو سرمایہ فراہم کیا تھا ہم نے اسے برقرار رکھا یا اپنی غفلت اور نالائقی کی وجہ سے اسے اوروں کے ہاتھوں غارت کر دیا۔ اگر اس موازنہ میں ہماری سعادتمندی کا حصہ بھاری ہے تو بلا شبہ یہ روز روزِ عید ہے۔ اور اگر خدانخواستہ ایسا نہیں بلکہ ہماری حرماں نصیبی اور محرومیوں کا پلڑا بھاری، اور عظمتوں کا آبگینہ چور چور ہو چکا ہے تو یہ ہلال عید ہمارے لئے صد حسرت و ماتم کا سامان ہے۔ اور جو قوم اپنے ملی احساسات، قومی عظمتوں اور اسلاف کی امانتوں کی امین اور محافظ نہ بن سکی اُسے عید منانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

★

عیدٌ بایۃ حالٍ عدتَ یا عید لما مضیٰ ام لامرٍ فیک تجدید

عید کی مسرتوں میں اس "متاعِ گم گشتہ" کو بھی یاد کیجئے جسے آپ بیت المقدس، "مسجدِ اقصیٰ اور قبلۂ اوّل کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ اور جس کی حفاظت آپ کے اسلاف سیدنا عمرؓ، سیدنا نور الدینؒ اور سیدنا صلاح الدینؒ نے پوری ملت کی عصمت اور آبرو سمجھ کر فرمائی۔ جو ہماری عظمتوں کا نشان اور ہماری قسمتمندیوں کی زندۂ جاوید داستان تھا۔ اور اب؟ —— شامت اعمال ہی کی وجہ سے پوری ملتِ مسلمہ کی عظمتِ رفتہ کے لئے ایک چیلنج بن کر رہ گیا ہے —— صدیوں کے بعد یہ پہلی عید ہے کہ اس کا منبر، یہود (خذلہم اللہ) کے قدموں میں پائمال ہو رہا ہے۔ اور یہ پہلا رمضان تھا کہ جامع عمر، مسجدِ اقصیٰ مسجدِ صخرہ کے محراب صائمین و ذاکرین، تائین اور معتکفین سے سونے پڑے تھے۔ اس کے برآمدے اور محراب تراویح اور قرآن کیلئے ترستے تھے —— وہ دیکھو! مسجدِ اقصیٰ اور گنبدِ صخرہ کے میناروں پر سوگوار ہلال عید تمہیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ناموسِ دینِ محمدی کے محافظو تمہاری غیرت خوابیدہ کب بیدار ہو گی۔؟ کیا اپنی بیداری کیلئے تم کسی دوسری قیامت کے منتظر ہو۔؟ ——

—— ع۔ کیا خوب قیامت کا بھی ہو گا کوئی دن اور —— سرورِ کونینؐ کے اسّی کروڑ نام لیواؤ! چودہ سو سال میں پہلی بار ایک مخذول و ذلیل قوم کے ہاتھوں تم سے کتنی بڑی نعمت چھن گئی ہے اور یہ تمہاری ناشکریوں اور خود فراموشیوں کا وبال ہے، اسکی تلافی کے لئے تم نے کیا سوچا۔؟ ——

مسجدِ اقصیٰ کے پُر عظمت مینار تمہاری بے حسی پر غم سے نڈھال ہیں، اس کا اجڑا ہوا منبر اپنے اولوالعزم امیر صلاح الدین ایوبیؒ کی یاد میں رو رہا ہے۔ کہ اب تم میں کوئی صلاح الدین نہیں رہا —— گنبدِ صخرہ نوحہ کناں ہے کہ تم مجھے اتنی آسانی سے بھول گئے میں تو آسمانوں سے بھی پرے تمہارے عروج و ارتقاء کی نشانی ہوں —— وہ تمہیں زبانِ حال سے ایمانی ولولہ، آہنی عزم اور بلند حوصلہ پیدا کرنے کی تلقین کر رہا ہے کہ